

نماز کے واجبات

واجبات نماز کتنے ہیں:

سوال: نماز کے واجبات کتنے ہیں؟

اور سجدہ میں پیر کی تین انگلیاں لگانا واجب ہے یا نہیں؟

”ووجه أصابعه نحو القبلة“ (۱) کا کیا مطلب ہے؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

علامہ ابوالاخلاص حسن الوفا فی الشریعہ نے واجبات نماز کی تعداد اٹھارہ تحریر کی ہے؛ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”فصل فی واجبات الصلاة، وهو ثمانية عشر شيئاً: قراءة الفاتحة، وضم سورة أو ثلاث آيات في ركعتين غير متعين من الفرض وفي جميع ركعات الوتر والنفل، وتعيين القراءة في الأوليين، وتقديم الفاتحة على السورة، وضم الأنف للجهة في السجود والإتيان بالسجدة الثانية في كل ركعة قبل الانتقال لغيرها، والاطمينان في الأركان، والقعود الأول، وقراءة التشهد فيه في الصحيح، وقرآته في الجلوس الأخير، والقيام إلى الثانية من غير تراخ بعد التشهد، ولفظ السلام دون عليكم، وقنوت الوتر، وتكبيرات العيدين، وتعيين التكبير لافتتاح كل صلاة لا للعيدين خاصة، وتكبير الركوع في ثمانية العيدين وجهر الإمام بقراءة الفجر وأولبي العشائين ولوقضاء أو الجمعة والعيدين والترأويح والترفي رمضان، والإسراف في الظهر والعصر وفيما بعد أولبي العشائين ونفل النهار، والمنفرد مخير فيما يجهر كمتفل بالليل، آه“۔ (نور الإيضاح على صدر حاشية الطحطاوى: ۱۵۱) (۲)

عبارت مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ!

حالت سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے۔ یہ بات درجہ وجوب میں نہیں کہ پیروں کی سب

(۱) ”ویكون موجهاً أصابع رجليه نحو القبلة“۔ (مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل فی

کیفیه الترتیب: ۲۸۳، قدیمی

(۲) نور الإيضاح متن مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فی بیان واجبات الصلاة: ۲۴۶-۲۵۴، قدیمی

انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ رہیں، ایک انگلی بھی زمین پر رہے گی تب بھی سجدہ ادا ہو جائے گا، جیسا کہ اس متن کی شرح کرتے ہوئے علامہ طحاوی نے لکھا ہے:

”ولا بد من وضع إحدى القدمين، ووضع القدم بوضع أصابعه، ويكفي وضع إصبع واحدة كذا في السيد، آه“۔ (الطحاوی: ۱۶۹) (۱)

وفيه. أى فى شرح الملتقى: ”يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة، وإلا لم تجز“۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۱/۹/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ مجددیہ: ۵۷۲/۵-۵۷۳) ☆

- (۱) الطحاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی کیفیۃ الترتیب: ۲۸۳، قدیمی
(۲) الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، فصل فی بیان تألیف الصلاة إلی انتهائھا، مطلب فی إطالة الركوع للجائی: ۴۹۹/۱-۵۰۰، سعید، کراچی

”ويكفيه وضع اصبع واحدة، فلولم يضع الأصابع أصلاً ووضع ظهر القدم منه، لا يجوز؛ لأن وضع القدم بوضع الإصبع“۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۵۵۶/۱، رشیدیہ)

(مهمة) من شرط صحة السجود وضع القدمين أو إحداهما وعليه الفتوى كما في الفيض ومجموع المسائل وما نقله في الدرر عن العناية من أن عدم الفرضية هو الحق فبعد عن الحق وبضده أحق كذا حققه المؤلف ثم أفاد إن المراد من وضع القدم وضع أصابعها موجهة نحو القبلة ليكون الاعتماد عليها وإلا فهو وضع ظهر القدم وجعلوه غير معتبر قال: وهذا مما يجب التنبيه له والناس عنه غافلون. (الدر المنتقى، فصل بعد باب صفة الصلاة: ۴۸۱/۱، دار الكتب العلمية، انيس)

☆ واجبات نماز:

- سوال (الف): نماز کے واجبات کیا ہیں؟
(ب) تکبیر قنوت، یعنی: ”اللہ اکبر“ کہہ کر ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا دعائے قنوت پڑھنے کے واسطے کیا یہ واجب ہے؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

(الف، ب) ”ولها واجبات... (وهي)... (قراءة فاتحة الكتاب)... (وضم) أقصر (سورة) ... وتعيين القراءة (في الأوليين) ... (وتقديم الفاتحة) على كل (السورة) ... (ورعاية الترتيب) ... (فيما يتكرر) ... (وتعديل الأركان) ... (و القعود الأول) ... (والتشهدان) ... (ولفظ السلام) ... (وقراءة قنوت الوتر) ... وكذا تكبير قنوته، آه“۔ (الدر المختار) (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۴۵۶/۱-۴۶۹، سعید)

اس عبارت میں واجبات کی بھی کافی تعداد آگئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا بھی واجب ہے؛ لیکن رفع یدین واجب نہیں، صرف سنت ہے۔

==

نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا:

سوال: نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے؟

الجواب

امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔ حدیث ”لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب“ (۱) ان کی دلیل ہے اور حنفیہ واجب کہتے ہیں اور یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے، مگر اس میں مطلق صلوٰۃ کی نفی نہیں، بلکہ صلوٰۃ کامل کی نفی ہے اور آیت کریمہ: ”فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ“ (۲) عام ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے معارض ہے اور دلالت کے وقت اس حدیث کی دلالت ظنی رہ جائے گی، جس سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ وجوب ثابت ہوتا ہے۔ (۳)

(مجموع فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ۲۳۱)

== ”(ولا یسن)۔۔۔ (رفع یدیه إلا فی)۔۔۔ (تکبیرۃ افتتاح وقنوت وعید)، الخ۔ (الدر المختار) (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، فصل فی بیان تألیف الصلاة إلى انتهائھا، قبل مطلب مهم فی عقد الأصابع عند التشهد: ۵۰۶/۱-۵۰۷، سعید) فقط واللہ تعالیٰ أعلم
حرره العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۷۱/۵)

(۱) عن أبی ہریرۃ یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خرج فناد بالناس أن لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب، فما زاد. (مسند اسحاق بن راہویہ: ح: ۱۲۶، ط: مکتبۃ الإیمان) / القراءۃ خلف الإمام للبخاری، بالقراءۃ فی الظهر فی الأربع کلھا (ح: ۷) / مستخرج أبی عوانۃ، بیان الدلیل علی إيجاب إعادة الصلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب (ح: ۱۶۶۸) وعن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب. (القراءۃ خلف الإمام للبخاری، باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم (ح: ۵۵) / المعجم الأوسط، من اسمه أحمد (ح: ۲۲۶۲) / السنن الصغیر للبیہقی، باب فرض الصلاة وسننھا (ح: ۳۵۴)
عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال: أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب. (مسند الإمام الشافعی، ت: سنجر، باب قراءۃ الفاتحة (ح: ۲۱۱) / الصحيح للبخاری، باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم فی الصلاة (ح: ۷۵۶) / الصحيح لمسلم، باب وجوب قراءۃ الفاتحة فی کل رکعة (ح: ۳۹۴) / سنن ابن ماجہ، باب القراءۃ خلف الإمام (ح: ۸۳۷) / سنن أبی داؤد، باب من ترک القراءۃ فی صلاته بفاتحة الكتاب (ح: ۸۲۳) / سنن الترمذی، باب ماجاء أنه لا صلاة إلا بفاتحة (ح: ۲۴۷) انیس)

(۲) سورة المزمل: ۲۰. انیس

(۳) (ولنا) ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (سورة المزمل: ۲۰) أمر بمطلق القراءۃ من غیر تعیین فتعین الفاتحة فرضاً أو تعیینھا نسخ الإطلاق ونسخ الكتاب بالخبر المتواتر لا يجوز عند الشافعی فكيف يجوز بخبر الواحد؟ فقبلنا الحديث فی حق الوجوب عملاً حتى تکره ترک قراءۃ تهما دون الفرضية عملاً بهما بالقدر الممكن كي لا يضطر إلى ردہ لو جوب رده عند معارضة الكتاب ومواظبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی فعل لا يدل علی فرضيته فإنه كان یواظب علی الواجبات، واللہ أعلم. (بدائع الصنائع، فصل الواجبات الأصلية فی الصلاة: ۱۶۰/۱، دارالکتب العلمیة) والزیادة علیہ بخبر الواحد لا يجوز لكنه یوجب العمل فقلنا بوجوبها. (الهدایة، باب صفة الصلاة: ۵۰/۱. انیس)

فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں، کیا حکمت ہے:

سوال: فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری، اس میں کیا حکمت ہے؟

الجواب

فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا، اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔ (۱) اور سنتوں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیحدہ ہے، اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۵/۲-۱۵۶) ☆

(۱) عن أبي قتادة. رضي الله عنه. قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر في الأوليين بأَمِ الكتاب وسورتين وفي الركعتين الأخريين بأَمِ الكتاب... وهكذا في العصر. (مشكوة المصابيح، باب القراءة في الصلوة: ۷۹، ظفیر)

أخرج البخاري، باب يقرأ في الأخريين بفاتحة الكتاب (ح: ۷۷۶) انيس

(۲) (وَضَمُّ) أَقْصَر (سورة) النخ (في الأوليين من الفرض) النخ (و) في (جميع) ركعات (النفل) لأن كل شفع منه صلاة. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۳۲۷/۱، ظفیر)

(و) الثاني (ضم سورة) قصيرة (أو ثلاث آيات) قصار لقوله صلى الله عليه وسلم "لا صلاة لمن لم يقرأ بـ الحمد لله وسورة في فريضة أو غيرها (في ركعتين غير متعنتين من الفرض) غير الثاني وفي جمع الثاني (و) يجب الضم في جميع ركعات الوتر (لمشابهة السنة) (و) جميع ركعات (النفل) لما روينا لأن كل شفع من النافلة صلاة على حدة (و) يجب (تعيين القراءة) الواجبة (في الأوليين) من الفرض لمواظبة النبي صلى الله عليه وسلم على القراءة فيهما (و) يجب تقديم الفاتحة على (قراءة) السورة (للمواظبة حتى لو قرأ من السورة ابتداء فتذكر يقرأ الفاتحة ثم يقرأ السورة ويسجد للسجدة، الخ. (مراقى الفلاح، فصل في واجبات الصلاة: ۹۴، المكتبة العصرية. انيس)

☆ فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:

سوال: چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

الجواب

نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے، لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے، چوں و چرا اس میں مناسب نہیں ہے۔ (أقول: قد أخرج البخاري ومسلم رحمهما الله عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه أبي قتادة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الركعتين الأوليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورتين وفي الأخريين بفاتحة الكتاب ويسمعنا الآية أحياناً، الخ. (حاشية الهداية) (الصحيح للبخاري، باب القراءة في العصر (ح: ۷۶۲) / الصحيح لمسلم، باب القراءة في الظهر والعصر (ح: ۴۵۱) انيس) اور زیلعی میں ہے:

وفيما عدا الأوليين اكتفى بفاتحة الكتاب لقول أبي قتادة أنه عليه الصلوة والسلام قرأ في الأخريين

بفاتحة الكتاب. (۱۲۲/۱) (تبين الحقائق، فصل الشروع في الصلاة وبيان إحرامها، بولاق. انيس) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۸/۲) ==

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کے وجوب،

اور دوسری دو رکعتوں میں کوئی سورت نہ ملانے کی تحقیق و دیگر مسائل:

سوال: اے علماء دین و مفتیان شرع متین!

(۱) فرض ظہر و عصر میں قراءت شفع اولیٰ میں فرض ہے یا آخری میں یا مطلق دو رکعتوں میں؟ اگر اولیٰ میں فرض ہے تو جس شخص نے آخری میں قراءت قصد ترک کیا، اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں اور جس شخص نے سہواً ترک کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(۲) اگر کسی شخص نے شفع ثانی میں قصداً یا سہواً سورہ یا بعض سورہ، فاتحہ کے بعد پڑھا، تو اس پر کس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے کس صورت میں نہیں۔

(۳) اگر کسی شخص نے شفع اولیٰ میں قصداً یا سہواً ضم سورت ترک کیا، تو وہ شخص کس صورت میں شفع ثانی میں سورۃ قضا کرے گا اور بر تقدیر قضا کے نماز سری و جہری دونوں میں قضا کرے گا، یا ایک میں اور کس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

(۴) نماز صبح میں ضم سورہ رکعتین میں واجب ہے یا رکعت واحدہ میں نماز ظہر میں ضم سورہ کن رکعتوں میں واجب ہے۔

(۵) جو سنت چار رکعت کی ہے، اس میں قرأت چاروں رکعت میں فرض ہے یا شفع اولیٰ یا ثانی یا بعض میں اور ضم سورہ کل رکعتوں میں واجب ہے یا بعض میں اور کس رکعت میں ترک ضم سورہ سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

== قراءت دہوی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:

سوال: دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں؟

الجواب

احادیث اور آثار صحابہ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت میں الحمد اور سورت پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ (عن أبی قتادۃ. رضی اللہ عنہ. قال: "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظهر فی الأولیین بأَمِ الْکتاب وسورتین وفی الرکعتین الآخریین بأَمِ الْکتاب ویسمعننا الآیۃ أحياناً" الحدیث. متفق علیہ. مشکوٰۃ المصابیح، باب القراءۃ فی الصلوٰۃ: ۷۹)

(واکتفی) المفترض (فیما بعد الأولیین بالفاتحۃ) فإنها سنة علی الظاهر، ولوزاد لابس به. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب مهم فی عقد الأصابع عند التشهد: ۱/ ۴۷۷، ظفیر) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۵/۲)

(۶) جو شخص فرض ظہر یا عصر کی چوتھی رکعت میں شریک ہو اور تین رکعت باقی کس طور سے ادا کرے، کتنی رکعتوں کے بعد جلسہ کرے، کن رکعتوں میں ضم سورہ کرے، کئی رکعت میں بدوں سورہ کے پڑھے اور جو شخص تیسری رکعت میں شریک ہو اور دو رکعت باقی کس طور سے ادا کرے، جو مغرب کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو وہ اپنی دو رکعت باقی کس طور سے ادا کرے جلسہ اور ضم سورہ کن رکعت میں کرے۔ فقط جواب بسند کتاب تحریر ہو؟ بینوا عند اللہ تو جروا۔

الجواب

(۱) فرض نماز میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے، آخرین میں اختیار ہے، خواہ قرأت پڑھے یا تسبیح کہے یا ساکت رہے۔

”و القراءۃ فی الفرض واجبة فی الرکعتین، الخ، وهو مخیر فی الآخرین“۔ (الہدایۃ) (۱)
پس آخرین میں اگر قصداً قرأت ترک کرے تو نماز صحیح ہے اور اگر سہواً ترک کرے، جب بھی قول راجح پر نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

”ولهذا لا یجب السہو بترکھا فی ظاہر الروایۃ“۔ (الہدایۃ: ۱۴۸) (۲)
(۲) اور شفع ثانی میں قصداً یا سہواً فاتحہ کے بعد سورہ یا بعض سورہ کے ملانے سے سجدہ سہو واجب نہیں، یہ خلاف اولیٰ ہے۔

”واکتفی) المفترض (فیما بعد الأولین بالفاتحة) فإنها سنة علی الظاهر، ولوزاد لا بأس به“۔ (الدر المختار)

قال الشامی: ”(ولوزاد لا بأس به) ... فكان الضم خلاف الأولى“، الخ۔ (رد المحتار) (۳)
(۳) اگر شفع اولیٰ میں قصداً ضم سورہ ترک کیا تو ترک واجب عمداً ہوا، نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اعادہ واجب ہوگا اور سجدہ سہو کافی نہیں اور اگر سہواً ایسا کیا تو آخرین میں بعد فاتحہ کے، سورہ پڑھ لے، (۴) اور جہری نماز میں فاتحہ و سورہ ہر دو جہر سے پڑھے۔

”وإن قرأ الفاتحة ولم یزد علیہا قرأ فی الآخرین الفاتحة والسورة وجہر... ویجہر بہما“۔ (الہدایۃ) (۵)
اور سجدہ سہو واجب ہوگا اور سری اور جہری دونوں کا ایک حکم ہے۔

(۲-۱) باب النوافل، فصل فی القراءۃ: ۶۷/۱-۶۸، دار احیاء التراث الاسلامی بیروت، انیس

(۳) کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی ترکیب الصلاۃ، مطلب مهم فی عقد الأصابع عند التشہد: ۵۱۱/۱، انیس

(۴) سورہ پڑھنا مستحب ہے، تفصیل کے لئے سوال نمبر ۲۳۰ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ سعید

(۵) فصل فی القراءۃ: ۱۱۶/۱-۱۱۷، انیس

- (۴) نماز صبح میں دونوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور ظہر و عصر کے شفعہ اولیٰ میں فرض ہے۔ لہذا مر من الہدایۃ أن القراءة فی الفرض واجبة فی الركعتین۔
- (۵) سنن رباعیہ میں چاروں رکعت میں قرأت فرض ہے۔
- ”والقراءة واجبة فی جمیع رکعات النفل“۔ (الہدایۃ) (۱)
- اور ضم سورہ بھی چاروں میں واجب ہے، اگر ایک میں بھی سہواً ترک کرے گا سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔
- (۶) جس کی ایک دو رکعت امام کے ساتھ فوت ہوگئی ہو، اس کو مسبوق کہتے ہیں اس کی باقی نماز حق قرأت میں اول ہوتی ہے اور حق تشہد میں آخر۔

”ویقضی أول صلاته فی حق قراءة، و آخرها فی حق تشہد“۔ (الدر المختار) (۲)

پس جو شخص ظہر یا عصر میں چوتھی رکعت میں شریک ہوا، بعد فراغ امام کے، کھڑا ہو کر، ثنا و تعوذ پڑھ کر، فاتحہ و سورہ پڑھے اور یہ رکعت پوری کر کے قعدہ کرے، پھر کھڑا ہو کر، وہ رکعت بھی فاتحہ و سورہ سے پڑھ کر، بچھلی رکعت، فقط فاتحہ سے پڑھ کر، نماز تمام کرے اور جو تیسری میں شریک ہوا، وہ دونوں رکعتیں فاتحہ و سورہ سے پڑھے اور ان دونوں کے بیچ میں جلسہ نہ کرے، دونوں کے بعد قعدہ اخیرہ کر کے فارغ ہو، جو مغرب کی تیسری میں شریک ہوا وہ دونوں میں فاتحہ و سورہ پڑھے اور ہر رکعت پر بیٹھے۔ واللہ اعلم

(امداد: ۱/۱۰۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲۰۲/۲۰۴)

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت نہ پڑھی، تو آخری رکعتوں میں پڑھنا مستحب ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ فرض نماز میں رکعتیں اولین میں سورت نہ ملائی گئی، تو آخرین میں قراءۃ کا کیا درجہ ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ————— باسم ملہم الصواب

اگر پہلی دو رکعتوں میں، یا ایک میں سورت ملا نایا نہ رہا، تو آخری رکعتوں میں، دونوں میں، یا ایک میں، ملانا مستحب ہے۔

قال فی الدر: (ولو ترک سورۃ اولی العشاء) مثلاً ولو عمداً (قرأها وجوباً) وقیل ندباً (مع الفاتحة جہراً فی الاخریین)۔ (الدر المختار)

- (۱) باب النوافل، فصل فی القراءة: ۶۸/۱، دار احیاء التراث الاسلامی بیروت۔ انیس
- (۲) الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الإمامۃ، مطلب فی احکام المسبوق، الخ: ۵۹۶/۱، انیس

وفی الشامیة: (قوله ولو عمداً) هذا ظاهر إطلاق المتن، وبه صرح في النهر، ولم يعزه إلى أحد، كأنه أخذه من الإطلاق وإلا فصنيع الفتاوى والشروح يقتضى أن وضع المسألة في النسيان، تأمل، أفاده الخير الرملی.

وقال تحت (قوله وجوباً وقيل ندباً)... والحاصل أن اختيار صاحب الفتح والبحر والنهر النذب لأنه صريح كلام محمد. (رد المحتار: ۵۰۰/۱) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۶ھ۔ (حسن الفتاویٰ: ۷۴۳)

(۱) کتاب الصلاة، فصل فی جهر القراءة، مطلب فی الکلام علی الجهر والمخافتة: ۵۳۵/۱، دار الفکر. انیس واعلم أن المسألة مربعة فظاهر الرواية ما ذكر، وعكسه قول عيسى بن أبان، وعن أبي يوسف: لا يقضى واحدة منهما وعن أبي حنيفة يقضيهما ثم كيف يرتبهما؟ فقيل: يقدم السورة وقيل يقدم الفاتحة وهو الأشبه، إذ تقديم السورة على الفاتحة غير مشروع، فلا يكون مخالفاً للمعهود (قوله ما ذكر هاهنا ما يدل على الوجوب) وهو لفظ الخبر وفي الأصل بلفظ الاستحباب ولا يخفى أنه أصرح فيجب التعويل عليه في الرواية لأنها إن كانت مؤخره فغير موصولة بالفاتحة فلم تكن مراعاتها من كل وجه (قوله هو الصحيح) هو ظاهر الرواية احترازاً عما ورد عن أبي حنيفة أنه لا يجهر أصلاً لأن الجمع شنيع وتغيير السورة أولى لأن الفاتحة في محلها ليست تبعاً للسورة، وعنه يجهر بالسورة دون الفاتحة لصفة كل منهما ولا يكون جمعاً تقديراً للالتحاق بمحلها من الأولين. (فتح القدير، فصل في القراءة: ۳۲۹/۱ - ۳۳۰، دار الفکر/البحر الرائق، آداب الصلاة: ۳۵۸/۱، دار الكتاب الإسلامي/النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، آداب الصلاة: ۲۲۹/۱، دار الكتب العلمية. انیس)

☆ فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ واجب نہیں:

سوال: فرض کی آخری دو رکعتوں میں اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ومنه الصدق والصواب

نماز ہو جائے گی، فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے، ضروری نہیں، فقط بقدر تسبیح واحدہ قیام کافی ہے۔ قال فی شرح التنویر: (وهو مخیر بین قراءة) الفاتحة وصحح العینی وجوبها (وتسبیح ثلاثاً) وسکوت قدرها، وفي النهاية قدر تسبیحة، فلا يكون مسيئاً بالسکوت (على المذهب) لثبوت التخيير عن علی وابن مسعود. رضى الله تعالى عنهما. وهو الصارف للمواظبة عن الوجوب. (الدر المختار)

وفی الشامیة تحت قوله (وصحح العینی وجوبها): ... لكن الأصح عدمه. (قوله وفي النهاية قدر تسبیحة) قال شيخنا: وهو أليق بالأصول، حلية: أى لأن ركن القيام يحصل بها لما مرّ أن الركنية تتعلق بالأدنى. (رد المحتار: ۴۷۷/۱) (كتاب الصلاة، فصل كيفية الصلاة، مطلب مهم في عقد الأصابع عند

الشهد: ۵۱۱/۱، دار الفکر. انیس)

۱۴/ربیع الاول ۱۳۷۶ھ۔ (حسن الفتاویٰ: ۷۴۳)

چار رکعت والی فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں امام کا سورہ فاتحہ نہیں پڑھنا خاموش کھڑا رہنا:
سوال: اگر چار رکعت فرض کی آخری دو رکعتوں میں امام الحمد شریف نہ پڑھے۔ چپ چاپ کھڑا رہے اور رکوع میں چلا جائے اور سجدہ کر کے نماز ختم کر دے۔ بھول کے نہیں بلکہ جانتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

اگر چار رکعت فرض کے اخیر کی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھا تو نماز ہو جائے گی، لیکن پڑھنا افضل تھا۔ بالکل سکوت خلاصہ میں مکروہ لکھا ہے۔ عالمگیری میں اخیر کی دو رکعتوں کے متعلق ہے:

”وإن ترک القراءة والتسبیح لم یکن علیہ حرج ولا سجدتا السہو وإن کان ساهیاً لکن القراءة أفضل، هذا هو الصحيح من الروایات، هكذا فی الذخيرة وعلیہ الاعتماد، کذا فی فتاویٰ قاضی خان، وهو الأصح کذا فی المحيط فی فصل القراءة وهو الصحيح وظاهر الروایة هكذا فی البدائع والسکوت مکروه، هكذا فی الخلاصة (۱) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

عبدالصمد رحمانی۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۹۲/۲-۲۹۳)

(۱) الفتاویٰ الہندیہ: ۷۶/۱. (الفصل الثالث فی سنن الصلاة و آدابها. انیس)

(والفاتحة وحدها) أى قراءة الفاتحة وحدها (فی الركعتین الأخریین سنة) لقول أبی قتادة أنه علیہ الصلاة والسلام قرأ فی الأخریین بفاتحة الكتاب وحدها وعن أبی حنیفة أنها واجبة حتی یجب سجود السهو والأول أصح، قوله (وإن سبح فیہما) أى فی الركعتین الأخریین (جاز) لأن علیاً وابن مسعود رضی اللہ عنہما ماکانا یسبحان فیہما (ولو سکت کره) لأنه ترک السنة. منحة السلوک شرح تحفة الملوک، فصل فی واجبات الصلاة: ۱۳۲/۱-۱۳۳، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر/ وكذا فی المحيط البرهانی، الفصل الرابع فی کیفیتها: ۲۹۷/۱، دارالکتب العلمیة بیروت/ وكذا فی مختصر القدوری، باب النوافل: ۳۳/۱، دارالکتب العلمیة/ وكذا فی البدائع، فصل فی أركان الصلاة: ۱۱۲/۱، دارالکتب العلمیة/ وكذا فی تبیین الحقائق، باب صفة الصلاة: ۱۰۵/۱، بولاق. انیس)

☆ قضائے عمری کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بجائے تین بار ”سبحان اللہ“ کہنا:

سوال: قضائے عمری کے اشتہار میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار ”سبحان اللہ“ کہے، ہاں! وتر کی ہر رکعت میں الحمد اور سورت پڑھنا ہے۔ اسی طرح قعدہ اخیرہ میں درود اور دعائے ماثورہ کی جگہ فقط ”اللہم صل علی محمد والہ“ پڑھے، دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کرنے سے قضائے عمری ساقط ہو جائیگی؟

الجواب _____ حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بجائے تین مرتبہ ”سبحان اللہ“ پڑھ لے، تب بھی کافی ہے۔ البتہ وتر کی تیسری رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورہ ملانا ضروری ہے، جس پر بہت ساری قضا نمازیں باقی ہوں، ==

فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:

سوال: امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قراءۃ شروع کی، نماز میں کیا نقص ہوا؟

الجواب

اگر بقدر آئین کہنے کے اور بسم اللہ سرّاً کہنے کے سکوت کیا اور قراءۃ میں تاخیر کی، تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔ (۱)

☆ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۳/۲)

== وہ ان کی ادائیگی میں سہولت کے لیے قعدۂ اخیرہ میں درود ابراہیم کی جگہ مختصر درود پراکتفا کرے، جیسا کہ سوال میں ہے اور اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعائے ماثورہ چھوڑ دے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموع الفتاویٰ: ۱/۳۶۸-۳۶۹)

(۱) (وَأَمِنْ الْخ (الإمام سرّاً كما مأموم ومنفرد). الدر المختار، باب صفة الصلاة)

قال الشامي: (قوله ولا تكرر اتفاقاً) ولهذا صرح في الذخيرة والمجتبى بأنه إن سمي بين الفاتحة والسورة المقروءة سرّاً أو جهراً كان حسناً عند أبي حنيفة. (رد المحتار: ۴۵۸/۱، ظفیر) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل كيفية الصلاة، مطلب قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة حسن، انیس)

☆ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد دیر تک وقفہ کرنا:

سوال: [امام] نماز میں بعد ختم الحمد کے بہت دیر ٹھہرتا ہے، یہ ٹھہرنا کیسا ہے؟

الجواب

بعد فاتحہ کے سکون [سکوت] دیر تک منع ہے، کیونکہ بعد فاتحہ کے بقدر آئین یا بسم اللہ کے توقف درست ہے اور زیادہ مکروہ ہے اور امام شافعی [کا] مذہب مقتدیوں کے فاتحہ پڑھنے کے واسطے سکوت کرنا ہے، جب کہ اس کا مقتدی کوئی شافعی نہیں، تو اس کو سکوت محض ہوئے نفسانی اور غیر مشروع اور جہل حقیقت الحال سے ہے، لہذا اس کو اس حرکت سے منع کرنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے، وہ محض جاہل ہے۔ ایسی حالت میں پیچھے اس کے نماز مکروہ تحریمی ہووے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں، ص: ۱۲۹-۱۳۱) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۸-۱۶۹)

بعد سورۃ فاتحہ خفی کے لئے سکوت جائز نہیں:

سوال: میں سعودی عرب میں ملازمت کرتا ہوں، حافظ ہونے کی وجہ سے کفیل نے امامت کی ذمہ داری بھی میرے سپرد کر دی ہے، یہاں امام کے پیچھے ختم سورۃ فاتحہ کے بعد مقتدی حضرات بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں، جب کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر تاخیر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، اب ایسی صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا۔

الجواب _____ حامداً ومصليناً ومسلماً

خفی امام کے لئے اس طرح تاخیر جائز نہیں، نماز ناقص اور واجب الاعادہ ہوگی، (قال أبو جعفر: ولا يقرأ المأموم خلف

==

إمامه جهراً إمامه أو أَسِر.

سورۃ ملانا واجب ہے:

سوال: ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر؟

الجواب

واجب ہے بقدر تین آیت کے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۰۸/۲) ☆

== قال أبو بكر أحمد: الأصل فيه قول الله تعالى: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ (الأعراف: ۲۰۴) روى عن أبي هريرة وسعيد بن المسيب والحسن وإبراهيم والزهري ومحمد بن كعب القرظي رضى الله عنهم وغيرهم أنه في شأن الصلاة وقال زيد بن أسلم وأبو العالية: كانوا يقرؤون خلف الإمام، فنزلت: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ وكان زيد بن أسلم ينهى عن القراءة خلف الإمام فيما يسر ويجهر لهذه الآية، وروى إبراهيم بن أبي حره عن مجاهد أنه قال: في الصلاة والخطبة، فاتفق هؤلاء كلهم على أنه قد عني به الصلاة وزاد مجاهد الخطبة والأولى أن يكون المراد هي الصلاة في وجهين: أحدها: أن قراءة القرآن ليست بفرض في الخطبة والثاني أن الإنصات والاستماع واجبان للخطبة فيما كان قرآناً وغيره والعموم يقتضي بوجوب الإنصات والاستماع لكل من قرأ قرآناً في صلاة أو خطبة أو غيرها فلا يخص منه شيء إلا بدليل والإنصات والسكوت بمعنى واحد يقال: فلان يسكت وأنصت والمفعول باللفظين شيء واحد فإذا من حيث أمرنا بالإنصات والسكوت فقد أمرنا بترك القراءة إذ لا يجوز السكوت الكلام فيكون متكلاً ساكناً في حال، الخ. (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، باب صفة الصلاة: ۶۴۹/۱-۶۵۱، دار البشائر الإسلامية)

وذكر المصنف أسباب سجود السهو أربعة: ترك الواجب، وتأخير، وتأخير الركن، والزيادة ويجب بتغيير الواجب أيضاً، الخ. (منحة السلوك شرح تحفة الملوک، فصل في السهو: ۱۹۹/۱، انیس)

سجدہ سہو بھی کافی نہ ہوگا، اس لئے کہ صورت مسئلہ میں قصد آخر کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمہ: ۱۶۶/۱) (فتاویٰ رحیمہ، کتاب الصلوٰۃ، احکام سجدہ سہو: ۱۶۶/۱، دارالاشاعت کراچی) واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲۰۶/۲-۲۰۷) (۱) (ولہا واجبات) الخ (وضم) أقصر (سورة) كالکثر أو ما قام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار. (الدر المختار على صدر رد المختار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۲۷۱، ظفیر)

☆ سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں ملانے کا حکم:

سوال: چار رکعت والی نماز میں پہلی دو رکعت کے بعد سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھنا ہے، لیکن تیسری اور چوتھی رکعت میں کیا کرنا ہے؟ (محمد عبدالباسط، عیدی بازار)

الجواب

فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھنا واجب ہے، بعد کی دو رکعتوں میں فرائض میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنے پر اکتفا کیا جائے گا، چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورہ پڑھا کرتے تھے اور بعد کی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ“۔ (دیکھئے: صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۷۶، باب یقرأ فی الاخریین بفاتحة الكتاب. محشی) ==

وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں:

سوال: وتر کی تیسری رکعت جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے، اس میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں؟

الجواب

وتر کی تینوں رکعت میں ”الحمد“ کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے۔ (۱) تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے، ہمیشہ و تر اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ہلکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶۲/۲)

فاتحہ کے بعد مقدار قرأت:

سوال: بعد فاتحہ کے امام کو تین آیت پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے، یا ایک آیت کافی ہے؟

الجواب

تین آیت سے کم نہ ہونے چاہئے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰/۲) ☆

== البتہ نفل نمازوں میں چاروں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ بھی ملانی جائے گی، (دیکھئے: الفتاویٰ الہندیہ: ۷۱/۱) کیونکہ اس کی ہر دو رکعت مستقل نماز ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرات کی نفل نمازوں میں یہی معمول مبارک تھا۔ (دیکھئے: الجامع للترمذی، حدیث نمبر: ۴۳۹، باب ما جاء فی وصف صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ”عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین صلوة العشاء الآخر إلى أن یصدع الفجر إحدى عشر رکعة، یسلم فی کل رکعة“۔ (السنن الکبریٰ: ۱۱/۳، حدیث نمبر: ۶۳۷۹، محشی) (کتاب التناوی: ۱۹۱/۲)

- (۱) (و) القراءۃ فرض فی کل رکعات (الوتر)۔ (مراقی الفلاح، باب شروط الصلاة وأركانها: ۸۶، المكتبة العصرية)
- (و) یجب الضم فی (جميع رکعات الوتر) لمشاہدۃ السنۃ۔ (مراقی الفلاح، فصل فی واجب الصلاة: ۹۴، انیس)
- (۲) (و) هو ثلاث رکعات بتسليمۃ الخ (و) لکنہ (یقرأ فی کل رکعة منه فاتحة الكتاب وسورة) احتیاطاً۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی منکر الوتر والسنن أو الإجماع: ۲۶۲/۱، ظفیر)
- (۳) (قرأ المصلی لو إماماً أو منفرداً الفاتحة وقرأ بعدها وجوباً (سورة أو ثلاث آیات) ولو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاث آیات قصار انتفت کراهۃ التحريم ذکره الحلبي، ولا تنتفی التنزیهية إلا بالمسنون۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب قراءة البسملة بین الفاتحة والسورة حسن: ۵۸/۱ - ۵۹، ظفیر)

یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیت سے کم نہ ہو۔ انیس

☆ تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:

سوال: جو تین آیت قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں، یہ فرض ہیں یا کیا؟

الجواب

در مختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے، قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیت کو۔

”(و ضم) أقصر (سورة) كالکثر أو مقام مقامها، وهو ثلاث آیات قصار، الخ، وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثاً قصاراً، الخ۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۲۷/۱، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۱/۲)

جس شخص کو کوئی سورت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

سوال: ایک انسان کو سورتیں یاد نہیں، کافی محنت کرنے کے بعد بھی سورت اسے یاد نہیں ہوتی ہے، اور وہ کوشش میں لگا ہوا ہے، لیکن وہ نماز پڑھتا ہے، اس میں امام کے پیچھے صرف کھڑا رہتا ہے۔ رکوع اور سجدے پورے کر لیتا ہے، لیکن جب اکیلے پڑھے گا، تو اس کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب _____ وباللہ التوفیق

مذکورہ شخص کو چاہئے کہ وہ کم از کم سورۃ فاتحہ اور کوئی چھوٹی سے چھوٹی سورت یاد کرنے کی لگاتار کوشش کرتا رہے اور جس قدر بھی یاد ہو، اتنا نماز میں پڑھتا رہے، تو اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی، لیکن اگر یاد کرنے کی کوشش چھوڑ دی، تو بقدر فرض قرأت نہ ہونے کی شکل میں نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے اس کے اوپر کوشش کرتے رہنا لازم ہے۔
ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لنغ فيه. (الدر المختار)

وفي الشامي: وهذا مبني ... على ما إذا ترك جهده، لما علمت من أنه مادام في التصحيح و لم يقدر عليه فصلاته جائزة وإن ترك جهده فصلاته فاسدة. (رد المحتار، ط: زكريا: ۳۲۸/۲) (۱) فقط والله تعالى أعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۸۷)

قراءة فاتحہ کے بعد بجائے کسی اور سورۃ کے خود سورۃ فاتحہ کو قصداً یا سہواً ضم کرنے کا حکم:

سوال: نماز میں سورۃ فاتحہ کی قراءۃ کے بعد بجائے کسی اور سورۃ کے ضم کرنے کے خود سورۃ فاتحہ ہی کو ضم کرنا عمداً یا سہواً کیسا ہے؟

الجواب _____

قال في شرح المنية: ولو كرر الفاتحة في ركعة من الأوليين متوالياً أو قرأ القرآن في ركوعه أو في سجوده أو في موضع التشهد يجب عليه سجود السهو للزوم تأخير الواجب وهو السورة في

(۱) باب الإمامة، مطلب في الألف: ۵۸۲/۱، دار الفكر بيروت. انيس

والمختار للفتوى من جنس هذه المسائل أن هذا الرجل إن كان يجهد أثناء الليل والنهار في تصحيح هذه الحروف ولا يقدر على تصحيحها فصلاته جائزة لأنه جاهد، وإن ترك جهده فصلاته فاسدة لأنه قادر، وإن ترك جهده في بعض عمره لا يسعه أن يترك في باقي عمره ولو ترك تفسد صلاته إلا أن يكون الدهر كله في تصحيحه والله أعلم. (المحيط البرهاني، الفصل في كفيته: ۳۲۲/۱، دار الكتب العلمية. انيس)

سورۃ فاتحہ، چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں ہر مسلمان مرد و عورت کو زبانی حفظ کرنا ضروری اور واجب ہے۔ وحفظ فاتحۃ الكتاب وسورة واجب على كل مسلم. (الدر المختار على رد المحتار، فصل في القراءة: ۵۳۸/۱، دار الفكر) انيس

الصورة الأولى والقراءة فيما لم يشرع فيه فيما بعده والتحرز عن كل ذلك واجب ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لا يلزمه السهو وقيل يلزمه، آه. (ص: ۴۳۳) (۱)

وفى الدر فى واجبات الصلاة: (وتقديم الفاتحة على) كل (السورة) وكذا ترك تكريرها قبل سورة الأولين، آه. (۴۷۹/۱) (۲)

وفيه أيضاً: (وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجب على كل مسلم). (الدر المختار)

قال الشامى: (قوله وسورة) أى أقصر سورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار. (۵۶۴/۱) (۳)

قلت: فلو كان إعادة الفاتحة بنية تنوب عن وجوب السورة لم يكن حفظ سورة ما عدا الفاتحة واجباً.

وقال الطحطاوى فى الحاشية على مراقى الفلاح: ولو قرأ الفاتحة على قصد الدعاء تنوب عن القراءة، كما فى الفتاوى الصغرى. (ص: ۱۴۴) (۴)

وفيه إشعار بأن النية لا أثر لها.

پس جس شخص کو فاتحہ کے علاوہ سورۃ یا آیات یاد نہ ہوں، اس کو فاتحہ کا بنیت حکم پڑھنا مکروہ ہے، اس سے واجب ادا نہ ہوگا؛ کیوں کہ ضم سورۃ علاوہ فاتحہ کے واجب ہے اور جس کو یاد نہ ہو، وہ بعد فاتحہ کے تسبیح پڑھے، تکرار فاتحہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ واللہ اعلم

۱۳ شوال ۱۳۳۶ھ - (امداد الاحکام: ۱۹۳/۲-۱۹۴)

فرض کی دو رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک شخص نے فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھی، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

افضل یہ ہے کہ جو سورت پہلی رکعت میں پڑھے، اس کو دوسری رکعت میں نہ دہرائے، لیکن اگر کسی نے دہرائی تو بھی نماز درست ہو جائے گی اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۵)

- (۱) غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، فصل فى سجود السهو: ۴۶۰، مطبع سندھ/وکذا فى البحر الرائق، السهو عن السلام: ۱۰۵/۲، دار الكتاب الإسلامی/وکذا فى مراقى الفلاح، فصل فى واجب الصلاة: ۹۴، المكتبة العصرية. انیس
- (۲) الدر المختار على صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۴۶۰/۱، دار الفکر، انیس
- (۳) رد المحتار، باب صفة الصلاة، فصل ويجهز الإمام، الخ، مطلب السنة تكون سنة عين وسنة كفاية: ۵۳۸/۱، انیس
- (۴) فصل فى بيان واجب الصلاة: ۲۴۸، دار الكتب العلمية بيروت. انیس
- (۵) لا بأس أن يقرأ سورة ويعيدها فى الثانية. (الدر المختار)

سنن ابی داؤد کی ایک روایت یہ ہے کہ ایک صحابی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت یعنی زلزال پڑھتے سنا۔ (۱)

اور درمختار میں ہے کہ!

”اگر کوئی شخص ایک سورت ایک رکعت میں پڑھے، پھر اسی سورت کو دوسری رکعت میں بھی پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔“ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس - ۶/۶/۱۳۵۷ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۱۹/۲ - ۳۲۰)

قرآن پڑھنے میں ترتیب کی رعایت:

سوال: مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے:

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بتسع سور من المفضل، قال أسود: یقرأ فی الركعة الأولى: ”أَلْهَاكُمْ التَّكَاثُرُ“، و ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ“، و

== قوله لا بأس أن يقرأ سورة (الخ) أفاد أنه يكره تنزيهاً. (رد المحتار، قبيل باب الإمامة: ۲۶۸/۲)

لا بأس کی تعبیر یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے، فرائض میں تکرار بہتر نہیں، اور نوافل میں تکرار سورہ، بلا کراہت درست ہے۔ (دیکھئے: غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی)

فقیر نے جو قول کراہت کا نقل کیا ہے، شامی نے اس کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے اور کلمۃ لا بأس کے بارے میں شامی نے لکھا ہے۔

(قوله لا بأس أن يقرأ سورة (الخ) أفاد أنه يكره تنزيهاً، وعليه يحمل جزم القنية بالكراهية.

بہر حال ایک سورہ کو ہر دو رکعتوں میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسا ہی حدیث میں عمل نبوی سے ثابت بھی ہے، تکرار سورہ کے ممنوع یا ناپسندیدہ ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ [مجاہد]

والحاصل أن تكرر السورة الواحدة في ركعة واحدة مكروهة في الفرض ذكره في فتاوى قاضي خان وكذا تكررهما في ركعتين منه بأن قرءها في الأولى ثم كررها في الركعة الثانية يكره ذكره في القنية، لكن هذا إذا كان لغير ضرورة بأن كان يقدر قراءة سورة أخرى أما إذا لم يقدر فلا يكره... (ولا يكره) تكرر السورة في ركعة أو ركعتين في التطوع. (غنية المستملی: ۳۰۰) فصل فی صفة الصلاة

(۱) عن معاذ بن عبد الله الجهني أن رجلاً من جهينة أخبره أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الصبح إذا زلزلت الأرض في الركعتين كليهما، فلا أدرى أن نسي رسول الله صلى الله عليه وسلم أم قرأ ذلك عمداً. (سنن أبي داؤد، باب الرجل يعيد سورة واحدة في الركعتين: ۱۱۸/۱) (ح: ۸۱۶) وكذا في السنن الكبرى للبيهقي، باب التجوز في القراءة في صلاة الصبح (ح: ۴۰۲) انيس

(۲) لا بأس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية. (الدر المختار، قبيل باب الإمامة: ۵۴۶/۱، انيس)

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ، وفي الركعة الثانية: ”وَالْعَصْرِ“ و”إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ“ و”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“، وفي الركعة الثالثة: ”قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ و”تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ“ و”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ (۱) جس ترتیب سے اس میں سورتیں ذکر کی گئی ہیں، اس ترتیب سے پڑھنا درست ہے یا مقدم اور مؤخر کرنا درست ہے، اس طور پر کہ پہلی میں ۳ و ۱، دوسری میں ۶ و ۵ تیسری میں مواقع حدیث یا اسی طرح پڑھنا مسنون رہے گا؟

الجواب

قبل جمع قرآن ترتیب سوراختاری تھی، یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں اس میں اختلاف تھا، یہ خود دلیل ہے کہ کسی خاص ترتیب کی رعایت واجب نہ تھی، ورنہ صحابہ اس کو نہ چھوڑتے، اس کی ترتیب موجودہ پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اجماع کا اتباع ضروری ہے، اب اس کی مخالفت نہ چاہئے اور مقرر ہے کہ عمل مرفوع کے خلاف پر اجماع ہونا علامت ہے: اس مرفوع کی منسوخیت کی، اس لئے اب اگر یہ سورتیں پڑھیں، بہ ترتیب حال پڑھیں۔ (۲)

۲۹/ ذی الحجۃ ۱۳۳۱ھ۔ (تمہ ثانیہ: ۱۰۶) (امداد الفتاویٰ: ۴۲۶/۱-۴۲۷)



- (۱) مسند الإمام أحمد، مسند علی بن علی طالب رضی اللہ عنہ (ج: ۶۷۸) / مسند البزار، ومما روی أبو إسحاق عن الحارث عن علی بن أبی طالب (ج: ۸۵۱) / شرح معانی الآثار، باب الوتر (ج: ۱۷۲۴) انیس
- (۲) قال القاضي أبو بكر بن الطيب: ترتيب السور على ما هي عليه اليوم في المصحف كان على وجه الاجتهاد من الصحابة، (فتح البيان في مقاصد القرآن، سورة اقرأ: ۳۰۷/۱۵، المكتبة العصرية بيروت)
- انعقد إجماع الأمة على أن ترتيب آيات القرآن الكريم على هذا النمط الذي نراه اليوم بالمصاحف كان بتوقيف من النبي صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى وأنه لا مجال للرأى والاجتهاد فيه، بل كان جبريل ينزل بالآيات على الرسول صلى الله عليه وسلم ويرشده إلى موضع كل آية من سورتها ثم يقرؤها النبي صلى الله عليه وسلم على أصحابه. (مناهل العرفان في علوم القرآن، ترتيب آيات القرآن: ۳۴۶/۱، مطبع عيسى ألبابى الحلبي وشر كا. انيس)

یہ باتیں نماز کے اندر واجب ہیں:

تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا، فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا، فرض نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں اور دوسری تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا، فرض نمازوں کی صرف پہلی اور دوسری رکعتوں میں اور واجب، سنت، نفل وغیرہ نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ ملانا، سورہ فاتحہ کو دوسری سورت سے پہلے پڑھنا، سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا سخت حصہ ملانا، پہلے سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا، الطمینان سے ارکان کو ادا کرنا، قومہ یعنی رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا ہونا، جلسہ یعنی دونوں سجدے کے درمیان بیٹھنا، قعدہ اولیٰ، قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ دونوں میں تشہد پڑھنا، دائیں بائیں دونوں جانب سلام پھیرنا، دعائے قنوت پڑھنا، عیدین کی تکبیریں، امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں چاہے تو نماز ادا ہوں یا قضا اور جمعہ، عیدین، تراویح اور وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ ظہر و عصر کی کل رکعتوں میں اور عشاء و مغرب کی تیسری، چوتھی رکعتوں میں اور دن کی نفل نمازوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ نماز کے اندر فرض و واجب چیزوں میں تاخیر کے بغیر امام کی پیروی کرنا، ہر فرض و واجب کو اس کی جگہ کرنا۔ دوفرضوں یا فرض و واجب کے درمیان زیادہ غلغل (فاصلہ) پیدا نہ کرنا۔ مقتدی کا امام کے پیچھے خاموش رہنا۔ (نماز اور طہارت کے تفصیلی مسائل: ۲۳۳-۲۳۴) (انیس)